© rasailojaraid.com

مکاتیب

(۱)

گرامی قدر جناب مولانا زاہدالراشدی صاحب زیدت معالیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ   مزاج گرامی!

ماہنامہ الشریعہ باقاعدگی سے اعزازی طور پر موصول ہوتا ہے جس کے لیے سراپا سپاس ہوں۔ گزشتہ چند شماروں میں دورحاضر میں اجتہاد کی ضرورت پر ایک انتہائی وقیع بحث کا آغاز ہوا تھا، لیکن یہ بحث بتدریج جدلیاتی اور طنزیہ رخ اختیار کرتی ہوئی شخصیات کی آرا کی توضیح وتشریح پر ختم ہوگئی۔ مجھے قوی امید تھی کہ اس علمی موضوع پر گراں قدر، تحقیقی اور فکر ودانش سے بھرپور مقالات آئیں گے جن سے استفادہ کا موقع ملے گا لیکن 'اے بسا آرزو کہ خاک شدہ'۔

کبھی کبھی مجھے ایسا احساس ہونے لگتا ہے، جو ممکن ہے غلط ہو، کہ ماہنامہ الشریعہ جس قدر اہم، وقیع علمی اور تحقیقی مجلّہ ہے، اس کے معیار، مقام، اثرات، اور محبوبیت کا کارپردازانِ الشریعہ کو کما حقہ علم یا احساس نہیں جس کی وجہ سے اس میں بعض دفعہ متوقع معیار برقرار نہیں رہتا۔ ممکن ہے میری توقعات کی خامی ہو۔

دورحاضر میں اجتہاد کی ضرورت کے عنوان پر میرا خیال تھا کہ:

۱۔ یہ نقطہ نظراب از کاررفتہ ہو چکا ہے کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ غالباً عملی طور پر اسلامی تاریخ میں ایسا کبھی ہوا بھی نہیں بلکہ جس درجے کے اجتہاد کی جس وقت اور جن مسائل میں ضرورت پیش آئی، اسلامی قانون کے ماہرین نے امت مسلمہ کو کبھی مایوس نہیں کیا۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ماضی قریب کے وہ علما جو بہت شدت سے تقلید کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں، اپنی علمی تالیفات میں کسی نہ کسی درجے میں اجتہاد کے ذریعے مسائل کا حل پیش کرتے رہے ہیں۔ غالباً ان اساطین امت کے پیش نظر امت کی بھلائی کا یہ پہلو تھا کہ عام مسلمانوں کے لیے ائمہ فقہ کی متعین کردہ شاہراہ کو اختیار کرنے پر اصرار کیا جائے تاکہ معاشرہ مذہبی بدنظمی کا شکار نہ ہو جائے اور نئے پیش آمدہ مسائل میں امت کی رہنمائی کی جائے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، مولانا انور شاہ کاشمیریؒ اور مفتی محمد شفیع عثمانیؒ کی تالیفات سے اس کی بکثرت مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ ارتداد کا دروازہ بند کرنے کے لیے علامہ محمد اقبالؒ کی کاوش اور اس حوالے سے مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ''حیلہ ناجزہ'' علمی حلقوں میں معروف ہے۔

۲۔ ترجیح اقوال یا مختلف فقہی مذاہب میں سے ''ایسر المذاہب'' کے اختیار میں عرب علما نے بہت پیش رفت کی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر ایسے تمام مسائل میں جن میں نصوص سے متعین رہنمائی نہیں ملتی اور ان پر ائمہ مذاہب کی تحقیقات موجود نہیں ہیں، عرب ممالک میں موجود فقہی تحقیقات کے اداروں نے اجتہاد کے عام اصول مثلاً مصلحت عامہ، استحسان، مصالح مرسلہ اور مقاصد شریعہ کے تحت اجتہادات کیے ہیں۔ ان اجتہادات سے دوسرے متوازی اجتہادات کے ذریعے اختلافات بھی کیے گئے ہیں جن کی تفصیل مختلف فقہی موضوعات پر تحریر کی گئی عرب علما کی تالیفات میں دست یاب ہے۔ اس لیے یہ سمجھنا درست نہیں کہ اجتہاد کا دروازہ بند کرنے کے نتیجے میں اسلامی ادبیات فقہ کی لائبریری میں تازہ ہوا کا جھونکا داخل نہیں ہو سکا، البتہ یہ بات درست ہے کہ مذکورہ اجتہادات اصول اور قواعد کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کیے گئے ہیں۔

میرے خیال میں اجتہاد پر بحث کے آغاز میں بحث کی حدود اور دائرہ کار متعین کرنا ضروری تھا اور چند بنیادی سوالات طے کر لیے جانے چاہیے تھے، مثلاً:

۱۔ کیا اجتہاد کے ذریعے نص کے حکم شرعی کو منسوخ یا معطل کیا جا سکتا ہے؟

۲۔ اگر نہیں تو کیا غیر منصوص مسائل میں نصوص کی روشنی میں اجتہاد کی راہ تراشی جائے گی یا آزادانہ اجتہاد کا طرز عمل اختیار کیا جائے گا؟

۳۔ اس سلسلے میں حضرت معاذ بن جبلؓ کی مشہور حدیث میں 'ولا آلو جهداً' کا کیا مطلب ہے؟ کیا اس سے قانونی دانش کا آزادانہ استعمال مراد ہے؟

۴۔ قواعد فقہیہ یا اصول کلیہ جو اجتہاد کے طے شدہ سانچے ہیں اور ریاضیاتی کلیات کی طرح ہیں، کیا وہ قواعد واصول غلط ہو گئے ہیں اور ان کی جگہ متبادل درست کلیات دریافت کیے جائیں گے یا انہیں سانچوں کو برقرار رکھا جائے گا؟

۵۔ اگرچہ دور حاضر میں وسائل اجتہاد کی فراہمی ماضی کی بہ نسبت آسان ہو گئی ہے تاہم کثیر الجہاتی مسائل کے حل میں متعلقہ شعبوں کے ماہرین کی شرکت سے شورائی اجتہاد کی راہ اختیار کرنے کا طریق کار کیا ہوگا؟ جب کہ معاشی مسائل پر کیے گئے اجتہادات کے بارے میں عرب علما کی رائے یہ ہے کہ پاکستان کے بینکرز اور ماہرین معاشیات نے علما کو نامکمل معلومات فراہم کر کے سودی نظام کو مشرف باسلام کروا لیا ہے۔

میری گزارشات کا ماحصل یہ ہے کہ:

۱۔ طے شدہ مسائل اگر کوئی عملی مشکل پیدا نہیں کر رہے تو ان کی از سر نو سرجری کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ اجتہادی کاوشوں کو نصوص اور قواعد کلیہ کے دائرہ کار میں رکھنا ضروری ہے۔ مکمل آزادانہ اجتہاد کو نہ تو قبولیت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ اسے اسلامی قوانین کا حصہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

۳۔ شوق اجتہاد میں یہ امر ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ انسان کی علمی محدودیت اس سے کوئی ایسا فیصلہ نہ کروا دے جو انسانیت کی تباہی پر منتج ہو اور دوسری طرف پہیا دوبارہ ایجاد کرنا ایک بے مصرف عمل ہے۔

۴۔ حقیقی مسائل کے حل کے لیے اجتہادی اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے جو سرکاری اثرات سے آزاد، گروہی، فرقی اور مسلکی تعصّبات سے ماورا، امت مسلمہ کے علمی اور تحقیقی اثاثے کے قدردان اور عقیدت و تحقیق میں توازن قائم

© rasailojaraid.com